مولانا محمد ازہر
مدیر ماہنامہ ''الخیر'' کراچی

ایک عالم ربانی کی جدائی

حمد وستائش اس ذات کیلئے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کی آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

گزشتہ مہینے کا سب سے اندوہناک علمی حادثہ ملک کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا سانحہ رحلت ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔ آپ رحمہ اللہ کے والد قدرت علی شاہ رحمہ اللہ زمیندار تھے، مولانا مرحوم خود بھی اوائل عمر میں کھیتی باڑی کرتے رہے مگر پھر تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے اور دارالعلوم حقانیہ میں ابتداء سے دورہ حدیث تک تعلیم حاصل کی۔ اور ۱۹۵۵ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ حقانیہ سے اپنی تعلیمی وتدریسی سفر کا آغاز کیا اور کم وبیش ۶۰ سال تک سند تدریس وارشاد کو رونق بخشی، اس عرصہ میں پاکستان اور افغانستان کے ہزاروں علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا۔

میڈیا کا افسوسناک رویہ

جس دن حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا اسی دن (۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ جمعۃ المبارک) پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ جناب عمران خان کی اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کی خبر منظر عام پر آئی، ہمارے الیکٹرانک، سوشل اور پرنٹ میڈیا نے دونوں خبروں کے بارے میں جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا وہ ہماری اخلاقی زبوں حالی، فکری انحطاط، ظاہر پرستی اور شہرت پسندی کا آئینہ ہے۔ اگر ہمارے میڈیا کے ذمہ داران میں علم دوستی اور جوہر شناسی کا فقدان نہ ہوتا تو انہیں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے مقام ومرتبہ کا ضرور اندازہ ہوتا کہ وہ پاکستان کے علمی حلقوں کا وقار اور مسلمانوں کا فخر تھے ان کے المناک جدائی کا نقصان ایسا تھا کہ پوری قوم کو اس سے آگاہ کیا جاتا، ان کی غیر معمولی تعلیمی وتدریسی خدمات پر پوری قوم نوحہ خواں ہوتی اور ملک وملت کیلئے ان کی پرخلوص وبے پایاں خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتی۔ مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ جیسے افراد قوموں

کی پیشانی کے جھومر ہوتے ہیں۔ جو خودنمائی اور شہرت اور اس کے اسباب سے دور رہتے ہوئے ہزاروں افراد کی زندگیوں میں انقلاب بپا کر دیتے ہیں۔

قدیم روایات جدید کمالات کے حامل

ہمارے میڈیا نے غالباً انہیں ''ایک مولوی'' سمجھ کر نظر انداز کیا ہوگا لیکن شائد اسے معلوم نہ تھا کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کو انگریزی کے چند جملے بول مصنوعی رعب ڈالنے والوں سے کہیں زیادہ انگلش آتی تھی۔ وہ اپنا مافی الضمیر پوری فصاحت وبلاغت کے ساتھ انگلش، عربی، فارسی، اردو، اور پشتو میں بیان کرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ انہوں نے عرب وعجم کے اکابر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) سے شعبہ قضاۃ میں ایم فل، بعد ازاں پی ایچ ڈی کر ڈگری حاصل کی۔ جدید موضوعات اورفنون پر مہارت کے باوجود دینی مدارس میں درس وتدریس کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنایا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ استاد المحدثین حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند تھے اور دارالعلوم کے بزرگ اساتذہ کرام کے علم وعمل، تقویٰ وطہارت، سادہ معاشرت، بے نفسی اور علم دوستی کا نمونہ تھے، عام طور پر یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لینے والے اپنا قبلہ مقصود تبدیل کر لیتے ہیں۔ مگر حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ نے آخر وقت تک بوریہ نشینوں سے اپنا تعلق استوار رکھا۔

ایک مقدس تمنا

وفات سے ایک روز قبل انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے نام اپنے آخری مکتوب میں تحریر فرمایا کہ ''میری تمنا تھی کہ دارالعلوم حقانیہ کی مسند تدریس پر درس کے دوران ہی میری زندگی کی آخری سانسیں رکیں۔'' حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی یہ تمنا ان کے اخلاص وللہیت اور فنا فی العلم ہونے کی عکاس ہے، مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد آپ نے جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی اور منبع العلوم میران شاہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، مگر آپ رحمہ اللہ کی تدریسی زندگی کا آغاز اور اختتام جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ہوا، جو آپ رحمہ اللہ کی مادر علمی اور یوں بالآخر یہ حقیقت صادق آئے۔

آخر گل اپنی سرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

انگلش، اردو، فارسی، میں مہارت کے علاوہ آپ عربی زبان کے بہترین مدرس اور مقرر تھے۔ کسی تکلف کے بغیر اسباق کی تقریر عربی میں فرماتے، صاحبزادہ مولانا احمد حنیف کی روایت ہے کہ اس سال حضرت رحمہ اللہ نے

© rasailojaraid.com

فرمایا کہ میں تمام اسباق عربی ہی میں پڑھاوں گا۔ چنانچہ نئے تعلیمی سال سے اپنے ذوق کے مطابق عربی ہی میں اسباق پڑھا رہے تھے۔

مسند تدریس سے میدان کارزار تک

کسی زمانہ میں علامہ اقبال رحمہ اللہ نے شکوہ کیا تھا کہ ''کہ ملا کا اذاں اور ہے مجاہد کی اذاں اور'' حضرت مولانا شیر علی شاہ رحمہ اللہ ان ''ملاؤں'' میں شامل ہیں جنہوں نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی اور تدریس کی مسندوں کو آباد رکھنے کیساتھ حق وباطل کے معرکوں میں بھی حق کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے افغانستان میں روس کے خلاف جہاد میں بھر پور حصہ لیا۔ افغانستان اور پاکستان کے مجاہدین انہیں اپنا روحانی رہنما سمجھتے تھے۔ افغانستان میں ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ سمیت صف اول کے تمام رہنما تفسیر اور دیگر علوم دینیہ میں حضرتؒ کے خوشہ چیں تھے۔ افسوس کہ آپ رحمہ اللہ کی رحلت سے مسند علم بھی ویراں ہوگئی اور میدان ہائے کارزار بھی افسردہ اداس۔

حضرت مولانا رحمہ اللہ کی جدائی بلاشبہ ایک دل فگار حادثہ ہے لیکن ان کی رحلت پر ہمارے میڈیا نے جس بے حسی، بے ذوقی بلکہ علم وعلماء دشمنی کا ثبوت دیا یہ وہ بذات خود ایک سانحہ سے کم نہیں۔ اس دن محترم عمران خان صاحب کی اہلیہ کا مطلقہ ہوجانا ان کے خاندان کیلئے اہم خبر اور قابل افسوس سانحہ تھا لیکن الیکٹرانس سوشل اور پرنٹ میڈیا نے جس طرح اس واقعہ کو اچھالا، اس کی جزئیات کو کھنگالا۔ دوراز کے احتمال سے نکال کر ناظرین وقارئین کو ذہنی انتشار میں مبتلا کیا، موصوفہ کے حال اور ماضی کو اجاگر کیا اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں طلاق کا یہی ایک انوکھا واقعہ پیش آیا ہے۔ اگر اس کی تفصیلات سے دنیا کو آگاہ نہ کیا گیا تو دنیا ایک بہت ضروری علم سے محروم ہوجائیگی جبکہ دوسری طرف علم کا ایک سورج اپنی ضیاء پاشیوں سے ایک کو منور وتابان کر کے غروب ہوگیا تو ہمارے میڈیا نے اسے اتنی اہمیت بھی نہ دی جتنی کسی ایکٹریس کے ہیر سٹائل تبدیل کرنے کو دی جاتی ہے۔ جو اخبارات میں پورے کا پورا رنگین صفحہ کسی نوخیز ایکٹریس کی تصویر کے لئے وقف کر دیتے ہیں، انہیں وقت کے عظیم محدث ومفسر کی رحلت کی ایک کالمی خبر دینے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ روزنامہ ''اسلام'' کے سوا تمام اخبارات نے ''عمرانی سانحہ'' کی لیڈ یا سپر لیڈ لگائی یہی وجہ ہے کہ اب نسل نو کے لئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، محمد بن قاسم رحمہ اللہ، صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ، نورالدین زنگیؒ، علامہ اقبالؒ، محمد علی جوہرؒ اور دوسرے اکابر اجنبی بنتے جارہے رہیں۔ اب ایکٹر، کھلاڑی اور ان کی بیویاں قومی وملی ہیروز کی جگہ لے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں۔

ایک خاموش حکم کی تعمیل

تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ پوری قوم علم دوستی اور جوہر شناسی کی وصف سے محروم ہوگئی ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام مشائخ عظامم سیاسی شخصیات اور حکام کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان شریک ہوئے جو حضرت مولانا رحمہ اللہ سے محبت وعقیدت کا مخلصانہ تعلق رکھتے تھے، سرحدوں پر سخت پابندی کے باوجود افغانستان سے بھی ہزاروں علماء مشائخ اور مجاہدین نے آپ رحمہ اللہ کے نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ دارالعلوم حقانیہ کے قریب جنازگاہ میں تاحد نظر انسانوں کا ایک سمندر تھا جو قدرت کے ایک خاموش حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔

ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

بعض صحافیوں کو اس پر تعجب ہوا کہ دور افتادہ مقام پر ایک خاک نشین ودرویش کا ایک ایسا جنازہ، ایسے جنازے تو جہاں گیروں اور تخت نشینوں کو بھی نصیب نہیں ہوتے اس استعجاب کا جواب حقیقت شناس لوگوں نے بہت پہلے دیا ہے۔

بعد از وفات، تربت مادر زمین مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار ماست

حق جل شانہ حضرت ڈاکٹر صاحب کو اپنی رحمت بے پایاں سے سرفراز فرما کر اعلیٰ علیین میں قرب خاص نصیب فرمائیں۔آمین

حیف کس کی موت پر نوحہ کناں دارالعلوم
یاس وغم درد و الم کا ہے نشان دارالعلوم
شیخ نے جن کو چنا تھا بہر تنظیم امور
اس کی فرقت پر ہے اب ماتم کناں دارالعلوم

© rasailojaraid.com